OPEN ACCESS: "*EPISTEMOLOGY*"
eISSN: 2663-5828;pISSN: 2519-6480
Vol.12 Issue 13June 2023

اُصولی لغوی قاعدہ "عام" کے تناظر میں فکرِ پرویز کا مطالعہ

PERVAIZ'S THOUGHT IN THE CONTEXT OF LEXICAL RULE "*AAM*"

Dr. Nomana Khalid
Lecturer Islamic Studies and Oriental learning,
University of Home Economics, LHR

Abstract: Consideration the Holy Qur'an as it is and communicating its messages in the accurate spirit of Revelation have always been recognized by the Muslims unanimously ever since the time of the Companions of the Last Prophet Muhammad(s.a.w.). The Holy Quran is in Arabic language. So, there are many things which are necessay for an exgesist. For example, the knowledge and understanding of basic grammatical rules of Arabic language, their consideration, implementation and method of extraction from the verses of the Holy Quran is very much important. These rules are called ' *Al-Qawa'id al-Lughawiyyah al-Usuliyyah'.* The experts has divided '*Al-Qawa'id al-Lughawiyyah al-Usuliyyah'* into four major groups. Each group has its own rules and rugulations, impact and significance in understanding the verses of holy book *Al Quran*. Lexical rule '*Aam*' is included in first group of '*Al-Qawa'id al-Lughawiyyah al-Usuliyyah'*. In this article, the role of *Al-Qawa'id al-Lughawiyyah al-Usuliyyah (in the context of Aa'm)* will be discussed. Deviated examples from the literature of Ghulam Ahmed Pervaiz will be quoted.

Key Words: Ghulam Ahmed Pervaiz, Deviated examples, *Al-Qawa'id al-Lughawiyyah al-Usuliyyah.*

قرآن حکیم عربی مبین میں نازل ہوا۔اس کی تفہیم و تشریح کے لیے جہاں دیگر امور کا فہم ضروری ہے، وہاں عربی قواعد سے شناسائی اور ان کی اطلاقی اہمیت سے انکار نہیں۔ علمائے اصولیین نے نہ صرف عربی زبان کے قواعد مرتب کیے بلکہ ان سے استنباط واستخراج کے عمل کو بھی واضح کیا۔ قواعد لغویہ اصولیہ کی تعریف یوں کی جاتی ہے:

"القواعد الأصولية،تعريفها:هي قواعدُ لُغويَّةٌ متعلِّقةٌ بألفاظِ الكتابِ والسُّنَّةِ ودلالاتِها، مُستفادَةٌ من أساليبِ لُغةِ العربِ تُساعدُ المُجتهدَ على التَّوصُّلِ إلى الأحكامِ الشَّرعيَّة."[1]

یعنی قواعد اصولیہ،(اور)ان کی تعریف یہ ہے کہ یہ وہ لغوی قواعد ہیں،جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کے الفاظ اور ان(الفاظ) کی دلالت سے متعلق ہیں۔جو لغت عرب کے اسالیب سے مستفاد ہیں اور احکام شرعیہ تک پہنچنے میں مجتہد کی مدد کرتے ہیں۔

تمام نصوص اپنے وضوح کے اعتبار سے ایک ہی درجہ پر نہیں ہوتیں، بلکہ کوئی نص اپنے حکم میں خاص ہے اور کوئی عام، کوئی مطلق ہے اور کوئی مقید، کہیں اوامر ہیں اور کہیں نواہی، پھر کہیں امر للوجوب ہے اور کہیں استحباب وغیرہ کا فائدہ دیتا ہے۔ان سب امور کی تعیین قواعد لغویہ اصولیہ سے ہوتی ہے۔اس مضمون میں قواعد لغویہ اصولیہ میں سے "عام" اور اس کے تحت غلام احمد پرویز کی بیان کردہ تشریحات کو زیر بحث لایا جائے گا۔

"عام" باعتبار وضع نظم کی اقسام میں سے ایک قسم ہے۔لغوی طور پر "عام" شمولیت کے معنوں میں مستعمل ہے۔"عام"، "خاص" کے متضاد ہوتا ہے اور "خاص" کے برعکس "عام" کے اندر شمول پایا جاتا ہے۔علامہ راغب اصفہانیؒ لکھتے ہیں:

العُمُومِ، وهو الشّمول وذلك باعتبار الكثرة.[2]

یعنی عموم،اور وہ شمول ہے اور یہ کثرت کے اعتبار سے ہے۔

علامہ بزدویؒ "عام" کی لغوی تعریف یوں بیان کرتے ہیں:

والعموم فى اللغه هو الشمول۔[3]

اور عموم لغت میں شمول (کو کہتے) ہیں۔

پس لغوی طور پر عام سے مراد شامل ہونے کے ہیں اور اس میں کثیر افراد شامل ہوتے ہیں۔

علمائے اصولیین نے "عام" کی اصطلاحی تعریف مختلف انداز میں بیان کی ہے۔ اصول البزدوی کے مصنفؒ لکھتے ہیں:

كل لفظ ينتظم جمعا من الأسماء لفظا أو معنى۔[4]

یعنی (عام) ہر ایسا لفظ جو تمام اسماء کو لفظاً یا معناً شامل ہوتا ہے۔

"ینتظم" کے لفظ سے "خاص" اور "مشترک" دونوں" عام "کی تعریف سے خارج ہو جاتے ہیں۔ "خاص" کے خارج ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں شمولیت نہیں ہوتی، اور خروج "مشترک" کی وجہ یہ ہے کہ یہ علی سبیل البدلیت معانی کا احتمال رکھتا ہے، جب کہ "عام" علی سبیل الشمول معانی وافراد کو شامل کرتا ہے۔ امام رازیؒ "عام" کی تعریف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

هو اللفظ المستغرق لجميع ما يصلح له بحسب وضع۔[5]

یعنی عام سے مراد وہ لفظ ہے جو اپنے تمام معانی کا جن کے لیے وضع کیا گیا بیک وقت احاطہ کر رہا ہو۔

مناع القطان "مباحث فی علوم القرآن" میں لکھتے ہیں:

العام: هواللفظ المستغرق لما يصلح له من غير حصر۔[6]

یعنی عام سے مراد وہ لفظ ہے جو اپنے تمام معانی کا بلا حصر و قید بیک وقت احاطہ کر رہا ہو۔

عام وہ لفظ ہے، جو بغیر حصر کے اپنے لائق تمام معانی کا احاطہ کرتا ہو۔ "عام" اور "مشترک" میں فرق ہے۔ "عام" افراد کو علی سبیل الشمول جب کہ "مشترک" علیٰ سبیل البدل شامل کرتا ہے۔

عام کا حکم

عام حکم میں خاص کی طرح ہے، یعنی عام علم یقینی کا فائدہ دیتا ہے اور حکم کو قطعی طور پر واجب کرتا ہے۔ عام کو اس کے عموم پر برقرار رکھا جائے گا۔ عام کا حکم بیان کرتے ہوئے علامہ بزدویؒ لکھتے ہیں:

العام عندنا يوجب الحكم فيما تناوله قطعا ويقينا بمنزلة الخاص
فيما يتناوله والدليل على أن المذهب هو الذي حكينا أن ابا حنيفة

رحمه الله قال أن الخاص لا يقضي عن العام بل يجوز أن ينسخ الخاص به۔[7]

ہمارے نزدیک عام جن افراد کو شامل ہوتا ہے،ان میں حکم کو یقینی و قطعی طور پر واجب کرتا ہے، جیسا کہ خاص اپنے مدلول کو شامل ہوتا ہے اور دلیل اس پر وہ مذہب ہے جسے ہم نے بیان کر دیا کہ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ خاص عام پر ترجیح نہیں پا سکتا جب کہ خاص کو عام سے منسوخ کرنا جائز ہے۔

حکم "عام" کی وضاحت علامہ سرخسیؒ یوں فرماتے ہیں:

والمذهب عندنا أن العام موجب للحكم فيما يتناوله قطعا بمنزلة الخاص موجب للحكم فيما تناوله۔[8]

ہمارے مذہب کے مطابق عام اپنے مدلول میں حکم کو یقینی طور پر ایسے ہی واجب کرتا ہے جیسا کہ خاص اپنے مدلول میں حکم کو ثابت کرتا ہے۔

مناع القطان لکھتے ہیں:

حُمل العام على عمومه، والخاص على خصوصه.[9]

یعنی عام کو اس کے عموم پر محمول کیا جائے گا اور خاص کو اس کے خصوص پر۔

مندرجہ بالا عبارات کا حاصل یہ ہے کہ عام حکم کو قطعی طور پر ثابت کرتا ہے اور یہ قطعیت میں خاص کی مانند ہے۔عام کو اس کے عموم پر برقرار رکھا جائے گا اور حنفیہ کے نزدیک یہ علم یقین کا فائدہ دیتا ہے۔حنفیہ کے نزدیک عام کی تخصیص خبر واحد اور قیاس سے جائز نہیں، کیونکہ یہ ظنی ہیں۔عام کی دلالت چونکہ قطعی ہوتی ہے،اس لیے ظنی کے ذریعہ قطعی کی تخصیص درست نہیں،البتہ اگر عام کی تخصیص ایک دفعہ ہوگئی تو پھر یہ ظنی ہو جاتا ہے اور ظنی ہونے کی بناء پر پھر اس کی تخصیص خبر واحد اور قیاس سے درست ہوگی۔ابتداءً عام کی تخصیص حنفیہ کے نزدیک خبر واحد یا قیاس سے جائز نہیں۔علامہ سرخسیؒ اس ضمن میں فرماتے ہیں:

ان العام الذى لم يثبت خصوصه بدليل لا يجوز تخصيصه بخبر الواحد ولا بالقياس،فزعموا ان المذهب هذا۔[10]

یعنی بے شک وہ عام کہ جس کا خصوص کسی دلیل سے ثابت نہ ہو، خبرِ واحد اور قیاس کے ذریعہ سے اس کی تخصیص جائز نہیں ہے اور مشائخ نے اسے امام ابو حنیفہؒ کا قرار دیا ہے۔

پس احناف کے نزدیک عام قطعی اور یقینی ہے، اس کی عمومیت کو برقرار رکھا جائے گا نیز خبرِ واحد یا قیاس سے اس کی تخصیص درست نہیں۔ قطعی کی تخصیص ظنی سے جائز نہیں۔

عام کی مثال

سارق کا حکم بیان کرتے ہوئے سورۃ المائدہ میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

((وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَاۤءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ))[11]

جو چوری کرے مرد ہو یا عورت ان کے ہاتھ کاٹ ڈالو یہ ان کے فعلوں کی سزا اور خدا کی طرف سے عبرت ہے۔

نص میں کلمہ "ما" عام ہے، جو چور کے تمام جرائم کو شامل ہے، مثلاً اگر چور کے پاس مالِ مسروق ہلاک ہو جائے تو اس پر کوئی ضمان یا تاوان وغیرہ عائد نہیں ہوگا۔ وجہ یہ ہے کہ کلمہ "ما" عام ہے، جو کہ سارق کے تمام جرائم کا احاطہ کرتا ہے۔ اگر سارق پر ضمان بھی عائد کیا جائے اور قطع ید بھی، تو سزا ضمان اور قطع ید دونوں پر مشتمل ہو گی، جو کہ "عام" کے حکم سے تجاوز ہے۔ "عام" کی عمومیت میں تخصیص پیدا نہیں کی جا سکتی، کیونکہ عام قطعی ہوتا ہے۔ پس سارق کی سزا میں "قطع ید" اس کے تمام جرائم کا احاطہ کرے گی اور "عام" کے حکم میں تخصیص نہیں کی جائے گی۔

عام اور انحرافی تفاسیر

حنفیہ کے نزدیک "عام" قطعیت میں "خاص" کی طرح ہے، جس کی عمومیت کے حکم میں تجاوز جائز نہیں۔ ذیل میں "عام" کے قواعد کے پیشِ نظر انحرافی تفاسیر کو زیرِ بحث لایا جائے گا۔

قربانی کے عام حکم کی تخصیص

سورۃ الکوثر میں ارشاد ربانی ہے:

((فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ))[12]

تو اپنے پروردگار کے لئے نماز پڑھا کرو اور قربانی کیا کرو۔

یہ حکم "عام" ہے۔ "وانحر" کے صیغہ سے قربانی کا حکم دیا جا رہا ہے اور نص مبارکہ میں کسی مقام کی تخصیص نہیں کی گئی۔ "عام" کے حکم کے مطابق یہ مفید للیقین ہے۔ غلام احمد پرویز "عام" کے اس حکم سے انحراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"جس طرح صل (نماز) کے لیے سمت قبلہ ضروری ہے اسی طرح نحر (قربانی) کے لیے مقام کعبہ ضروری ہے۔ نہ سمت قبلہ کے بغیر (ہر طرف رخ کرکے) صلوۃ ہو سکتی ہے نہ مقام کعبہ کے بغیر (ہر مقام) پر قربانی۔"[13]

نص مبارکہ "نحر" کے حکم میں "عام" ہے، اس میں کسی مقام کی تخصیص نہیں کی گئی، لہذا غلام احمد پرویز کا یہ کہنا کہ قربانی کا مقام صرف اور صرف کعبہ ہے، اس کے علاوہ کسی مقام پر قربانی ادا ہی نہیں ہوتی، حکم "عام" سے تجاوز ہے۔ غلام احمد پرویز "نحر" کے حکم کو "صلوۃ" کے حکم پر قیاس کرتے ہیں، جب کہ "صلوۃ" کا مستقل حکم موجود ہے جس میں مسجد حرام کی طرف منہ کرنے کی تعیین کی گئی ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

((فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ))[14]

اب اپنا رخ مسجد حرام کی سمت کر لو، اور (آئندہ) جہاں کہیں تم ہو اپنے چہروں کا رخ (نماز پڑھتے ہوئے) اسی کی طرف رکھا کرو۔

واضح ہے کہ "صلوۃ" کا اپنا مستقل حکم ہے، اور "نحر" کا الگ حکم ہے۔ چناچہ حکم "نحر" کو حکم "صلوۃ" پر قیاس کرکے یہ کہنا کہ قربانی کا مقام صرف اور صرف کعبہ ہے، اس کے علاوہ کسی مقام پر قربانی درست نہیں، "عام" کے حکم سے تجاوز ہے۔ لہذا "عام" اپنے عموم پر برقرار رہے گا اور یہ علم یقینی فراہم کرے گا۔

حد سرقہ کی عمومیت

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

((وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَاۗءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ))[15]

جو چوری کرے مرد ہو یا عورت ان کے ہاتھ کاٹ ڈالو یہ ان کے فعلوں کی سزا اور خدا کی طرف سے عبرت ہے۔

نص مبارکہ میں کلمہ "ما" "عام" ہے، اس میں کسی قسم کی تخصیص نہیں کی گئی۔ اس عمومیت کے تقاضے یہ ہیں کہ:

- سارق کے لیے "قطع ید" کے ساتھ تاوان وغیرہ کو شامل نہیں کیا جائے گا۔
- اگر سارق سے مال مسروقہ تباہ ہو جائے، تب بھی قطع ید کی سزا تمام جرم کے لیے کافی سمجھی جائے گی۔ اس میں ضمان یا تاوان وغیرہ کے اضافہ سے "عام" کے حکم کو متاثر نہیں کیا جائے گا۔
- جو بھی چوری کرے، خواہ پہلی دفعہ کرے اس پر نفاذ حد یعنی "قطع ید" ہو گا۔ اس میں عادی مجرم وغیرہ کی کوئی تخصیص موجود نہیں ہے۔
- حد سرقہ مرد اور عورت دونوں کے بارے میں یکساں وارد ہوئی ہے۔ "السارق" اور "السارقۃ" کے الفاظ اس پر دلالت کرتے ہیں۔

غلام احمد پرویز نے کتاب اللہ کے "عام" حکم میں تخصیص کرتے ہوئے "فاقطعوا ایدیھما" کو انتہائی سزا قرار دیا۔ اسے عادی مجرم کے ساتھ خاص کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اس جرم کی انتہائی سزا (اگر دی جانی بھی مقصود ہو۔ یعنی ہاتھ کاٹ دینا) تو وہ عادی مجرم کے لیے ہوگی۔"[16]

نص میں "عادی مجرم" کی کوئی قید نہیں ہے، بلکہ یہ اپنے حکم میں "عام" ہے اور "عام" قطعی ہونے کے باعث واجب العمل ہے۔ حنفیہ کے نزدیک "عام" کی تخصیص خبر واحد اور قیاس سے بھی جائز نہیں، چہ جائیکہ محض فرد واحد کی ذاتی رائے سے۔

حاصل کلام

"عام" اور اس کے متعلقہ قواعد کا خلاصہ ذیل میں نکات کی شکل میں پیش کیا جاتا ہے:

- عام کی لغوی معنٰی شامل ہونے کے ہیں۔
- علم اصول فقہ کی اصطلاح میں "عام" وہ ہے جو اپنے تمام معانی کو بیک وقت بغیر کسی حصر اور قید کے شامل کرتا ہو۔
- "عام" اور "مشترک" میں فرق ہے۔ عام افراد کا احاطہ علیٰ سبیل الشمول کرتا ہے، جب کہ مشترک میں یہ شمولیت علیٰ سبیل البدل ہوتی ہے۔
- "عام" حکم میں "خاص" کی مانند ہے۔ یہ قطعیت کا فائدہ دیتا ہے اور علم یقینی فراہم کرتا ہے۔
- حنفیہ کے نزدیک "عام" کی تخصیص پہلی مرتبہ خبر واحد یا قیاس سے درست نہیں، کیونکہ یہ ظنی ہیں اور "عام" قطعی ہے۔ قطعی کی تخصیص ظنی سے درست نہیں ہوتی، البتہ جب ایک دفعہ "عام" میں تخصیص ہو جائے تو پھر خبر واحد اور قیاس سے اس کی مزید تخصیص کی جاسکتی ہے۔
- مفسر کے لیے "عام" کے قواعد کی معرفت کی بہت اہمیت ہے۔ کون سا حکم کس مقام پر "عام" ہے، اس کا فہم ضروری ہے، کیونکہ "عام" مفید للیقین ہے اور اس کے حکم کی قطعیت کے پیش نظر ظنی مآخذ سے اس میں تخصیص جائز نہیں ہے۔
- عام کے قواعد سے انحرافی تفاسیر کی مثالوں میں "نحر" یعنی قربانی کا حکم شامل ہے۔ غلام احمد پرویز اس سے انحراف کرتے ہوئے قربانی کے حکم کو "مقام کعبہ" کے ساتھ مخصوص قرار دیتے ہیں، جس کی کوئی دلیل موجود نہیں۔ اسی طرح حد سرقہ یعنی "قطع ید" کو "عادی مجرم" کے ساتھ مخصوص

قرار دیتے ہیں۔ متذکرہ بالا دونوں تفاسیر "عام" کے قواعد، اس کی قطعیت اورامت کے تواتر سے انحراف کی مثالیں ہیں۔

حوالہ جات وحواشی

---

[1] العنزی، عبداللہ بن یوسف بن عیسیٰ الیعقوب، تیسیر علم اصول الفقہ، مؤسسہ الریان للطباعۃ والنشر والتوزیع، بیروت۔ لبنان، 1418ھ/1997ء، 229

[2] راغب اصفہانی، حسین بن محمد، ابو القاسم، المفردات فی غریب القرآن، (محقق: صفوان عدنان الداودی)، بیروت، دار القلم، 1412ھ، 585

[3] البزدوی، علی بن محمد، فخر الاسلام، کنزالوصول الی معرفۃ الاصول المعروف اصول البزدوی، کراچی، میر محمد کتب خانہ، س۔ن، 6

[4] اصول البزدوی، 6

[5] الرازی، محمد بن عمر بن الحسین، المحصول فی علم الاصول، (تحقیق: طٰہٰ جابر فیاض العلوانی)، جامعۃ الإمام محمد بن سعود الإسلامیہ- الریاض، الطبعۃ الأولیٰ، 1400، 2/513

[6] مناع القطان، مباحث فی علوم القرآن، مکتبہ المعارف للنشر والتوزیع، 2000ء، 226

[7] اصول البزدوی، 59

[8] السرخسی، محمد بن احمد، اصول السرخسی، دار الکتاب العلمیہ، بیروت، 1993ء، 132

[9] مناع القطان، مباحث فی علوم القرآن، مکتبہ المعارف للنشر والتوزیع، 2000ء، ص82

[10] اصول السرخسی، 1/131

[11] المائدہ 5:38

[12] الکوثر 108:2

[13] پرویز، غلام احمد، قرآنی فیصلے، طلوع اسلام ٹرسٹ، گلبرگ-لاہور، س-ن، 1/94-95

[14] البقرۃ 2:144

[15] المائدہ 5:38

[16] پرویز، غلام احمد، مطالب الفرقان، طلوع اسلام ٹرسٹ، گلبرگ۔ لاہور، 2000ء، 4/507